متفقہ فتویٰ یا اسلام کا ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیہ؟

دستخط کرنے والے حضرات سے چند سوالات

مولوی حافظ حق نواز

شریعت یا شہادت
#ShariatYaShahadat

متفقہ فتویٰ یا اسلام کا ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیہ ؟

دستخط کرنے والے حضرات سے چند سوالات

مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّ ظلہ العالی

فہرست

صفحہ نمبر

ابتدائیہ	04
پیش لفظ	06
تلبیسی بیانیے کا علمی تجزیہ	08
اہلِ حق کا بیانیہ	32
'اعلامیہ' جسے 'فتویٰ' کا عنوان دیا گیا کی نقل	33

ابتدائیہ

بسم اللہ و الحمدللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ و بعد

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف و اعزاز بخشا۔ ”شریعت یا شہادت“ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں یکم رمضان ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۷ مئی ۲۰۱۷ء کو منعقد ہونے والے سیمینار کے تناظر میں حضرت مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّ ظلہ العالی کی تالیف ”متفقہ فتویٰ یا اسلام کا ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیہ“ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

یہ سیمینار پاکستانی صدر ممنون حسین کی سربراہی میں منعقد ہوا جس میں ’فتویٰ‘ کے عنوان سے ایک اعلامیہ پڑھا اور منظور کیا گیا جس پر پاکستان کے بعض علماء کے نام و دستخط ثبت تھے۔ اس اعلامیے کا مقصود پاکستان میں جاری نفاذِ شریعت کی مبارک محنت کو ’حرام‘ قرار دینا تھا۔ میڈیا اداروں میں بیٹھے سیکولر اور رافضی دماغوں اور اہلِ علم کے رُوپ میں بعض خائن جغادریوں نے اس ’اعلامیے‘ کو خوب اچھالا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ان کے غلاموں کے بارے میں زبان درازیاں کیں۔

حضرت مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّ ظلہ العالی کی زیرِ نظر تالیف میں اسلام کے اس ریاستی ایڈیشن و قومی بیانیے کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

علمائے کرام و طالبانِ علمِ دین، دردِ دِل رکھنے والے اہلِ ایمان، صحافت جیسے امانت طلب پیشے سے تعلق رکھنے والے صحافیوں، مفکروں، دانشوروں اور قارئینِ ذی قدر سے گزارش ہے کہ زیرِ نظر تالیف کا خود بھی مطالعہ کریں اور دیگر

اہلِ ایمان میں بھی اس خدمت کو صحیح طور سے اجاگر کریں تا کہ اہلِ حق اور اہلِ باطل کے جدید اصطلاح میں 'بیانیے' کی وضاحت ہو جائے۔

آخر میں اس سیمینار میں منظور ہونے والے 'اعلامیے' جسے 'فتویٰ' کا عنوان دیا گیا کی نقل لف ہے۔

اللہ پاک اس کوشش کو مولوی حق نواز صاحب اور ''شریعت یا شہادت'' کے اعلامی ساتھیوں کے لیے توشۂ آخرت بنائے اور ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نفاذ کرنے کی کوشش کرنے والوں کے ساتھ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کھڑا ہونے والا بنائے، آمین یا ربّ العالمین۔

اے اللہ تُو اس کی مدد و نصرت کر جو تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد و نصرت کرے، اور ہمیں ان میں شامل فرما۔ اے اللہ تُو اس کو رُسوا کر جو تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو رُسوا کرنے کی کوشش کرے، اور ہمیں ان میں شامل نہ فرما۔ اے اللہ ہمیں حق کو حق ہی دکھلا دے، اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں باطل کو باطل ہی دکھلا دے اور ہمیں اس کی اتباع سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی۔

مدیر

''شریعت یا شہادت''

شوّال المکرم ۱۴۳۸ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۷ء

پیش لفظ

از مولوی حافظ حق نواز

ألحمدلله ربّ العالمين و الصلاة والسلام على سيّد المرسلين محمدو على آله و صحبه و ذريته و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين و بعد

رمضان کی پہلی ہی تاریخ کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے منسلک 'ادارہ تحقیقاتِ اسلامی' نے بعض علماء کو ایک 'اعلامیہ' پر جمع کرنے کی بھدی سی کوشش کی۔ یہ اعلامیہ دراصل مقتدر طبقے کی ڈکٹیشن تھا اور مقتدر طبقے کی طرف سے ادارے کو یہ کام سونپا گیا تھا کہ وہ اس پر مختلف مکاتب کے بعض معروف علما کو جمع کر کے یہ تاثر دیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدرِ پاکستان ممنون حسین اس اعلامیے پر حاضرینِ مجلس کا بہت ہی زیادہ ممنون ہوا۔ بعد ازاں اس اعلامیے کو 'متفقہ فتویٰ' کا نام دے کر خوب اچھالا گیا۔

'متفقہ فتویٰ' کے مندرجات سے قبل اس کی اصل کے حوالے سے چند باتوں کی طرف تمام اہلِ پاکستان اور اہلِ حق علمائے کرام کی توجہ مبذول کروانا ضروری ہے:

1. اس اعلامیے کو بیانیہ تو کہا جا سکتا ہے، لیکن یہ فتویٰ نہیں ہے، کیونکہ اس کی زبان اور اسلوبِ بیان دونوں ہی فتویٰ و افتاء سے مناسبت نہیں رکھتے۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ اِفتا کے کچھ اصول اور فتویٰ نویسی کے کچھ آداب ہوتے ہیں جن کے مطابق کوئی فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اس اعلامیے میں ایسا کچھ نہیں۔
2. جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ فتویٰ نہیں ہے، سو معلوم ہو گیا کہ جن حضرات نے اس اعلامیے پر دستخط کیے ہیں، اس کے نکات کا تعین ان کی طرف سے نہیں ہوا، بلکہ یہ اعلامیہ حکومت اور جرنیلوں کی طرف سے جاری ہوا جس پر 'ادارہ تحقیقاتِ اسلامی' نے مذکورہ حضرات سے بس دستخط ثبت کروائے۔ اس کی

وضاحت خود ممنون حسین نے بھی اسی مجلس میں دے دی، جبکہ اس سے قبل نواز شریف[لا شرف لہ] نے کئی مواقع پر دین کا قومی بیانیہ جاری کرنے کی دہائی دے رکھی تھی۔

3. اس اعلامیے کی حیثیت یہی ہے کہ اس میں ریاستی حدود کے تحت اسلام کی جدید تشریح پیش کی گئی ہے۔ مسلط کردہ طاغوتی نظام کو جاری رکھنے اور اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے مقتدر طبقے کو اسلام کی اسی تشریح کی ضرورت تھی۔ اس اعلامیے کا مقصد پاکستان میں حقیقی اسلام کے نفاذ کی کوششوں...چاہے وہ دعوت کے ذریعے ہوں یا قتال کے ذریعے... کو سبوتاژ کرنا اور اسے 'بغاوت' قرار دیتے ہوئے ایسے 'باغیوں' کے خلاف ریاست کی من مانیوں کو سندِ جواز فراہم کرنا ہے۔

4. اس کی 'اتفاقی' حیثیت کی قلعی تو اسی وقت کھلنا شروع ہو گئی تھی، جب اس کے بعد میڈیا پر ہی بعض حضراتِ علمانے اس کی مخالفت کر دی تھی۔ جبکہ میڈیا سے دُور، زمین پر موجود علمائے حق کا تو اعلامیے کے بطلان پر اتفاق ہے، فالحمد للہ۔

5. جن حضرات نے اس اعلامیے پر دستخط کیے ہیں، ان میں سے بیشتر تو روزِ اول ہی سے حکمرانوں اور جرنیلوں کی کاسہ لیسی میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان سے اسی بات کی توقع تھی اور انھی کے کردار کو احبار ورھبان کی شکل میں قرآنِ مجید نے کئی جگہوں پر واضح کیا ہے اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی زبان نے انھیں علمائے سو اور ائمہ مضلین کہا ہے۔

لیکن بعضے ایسے حضرات بھی اس میں شامل ہو گئے جن کا یہ کردار نہ تھا۔ ہم ان سے ابھی بھی یہی حسنِ ظن رکھتے ہیں کہ وہ شاید حکمرانوں کے دباؤ میں آگئے یا کسی دھوکے میں آگئے اور انھوں نے ایسا کر دیا۔ گو یہ بات بھی علمائے حق کی شان سے بہت بعید ہے، لیکن غلطی کسی بھی انسان سے ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کریں اور افضل جہاد کرتے ہوئے ظالم حکمرانوں کے خلاف کلمۂ حق بلند کریں۔

تلبیسی بیانیے کا علمی تجزیہ

از مولوی حافظ حق نواز

اب اس اعلامیے کے مندرجات کی طرف آتے ہیں۔

ذیل کی سطور میں اس بیانیے کی تمام شقوں کا جائزہ لیا جائے گا اور اس میں اعلامیہ جاری کرنے والوں کے دجل و تلبیس کو واضح کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

شق اول: اسلامی جمہوریہ پاکستان آئینی و دستوری لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے جس کے دستور کا آغاز اس قومی و ملی میثاق قراردادِ مقاصد سے ہوتا ہے: "اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجود قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔"

تجزیہ:

یہ فریب مقتدر طبقہ اور ان کے مؤید اسکالر حضرات پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو دے رہے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کا دستور یہ کہتا ہے کہ اسلام ہی اسلام ہو گا۔ یہاں ان حضرات سے کچھ سوالات کئے جاتے ہیں جو ان کے دجل کو بھی واضح کر دیں گے۔

1. اسلامی ریاست کون سی شرعی اصطلاح ہے اور اس کا مصدر قرآن و سنت اور فقہاء عظام کی کون سی نصوص و عبارات ہیں؟ اگر یہ اصطلاح آپ نے کسی فقہی شرعی اصطلاح کے متبادل کے طور پر استعمال کی ہے تو وہ کون سے شرعی مماثلات ہیں جس کی وجہ سے آپ نے یہ اصطلاح اس کے متوازی سمجھی؟
2. اگر آپ کے نزدیک "اسلامی ریاست" کی اصطلاح "دار الاسلام" کی شرعی اصطلاح کا متبادل ہے تو

أ. واضح کریں کہ قدیم فقہی اصطلاح کو ترک کر کے جدید مغربی اصطلاح کو اختیار کرنے اور اس کو شرعی اصطلاح کا متبادل بنانے کی کیا شرعی ضرورت پیش آئی؟

ب. اگر پاکستان "دار الاسلام" ہے، تو دنیا میں موجود ستاون ممالک جو اسلامی ہونے کے دعویدار ہیں، کے دار الاسلام نہ ہونے کے کیا شرعی موانع ہیں؟ اگر کوئی شرعی مانع نہیں تو بیک وقت ستاون دار الاسلام اور ستاون امراء المؤمنین ہونے کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

ج. دار الاسلام کا حکمران "امیر المؤمنین" کہلاتا ہے۔ پاکستان میں شرعاً تنقیح کر کے واضح کریں کہ "امیر المؤمنین"، "وزیر اعظم" ہوتا ہے یا "صدرِ پاکستان" یا "چیف آف آرمی سٹاف"۔ اگر وزیر اعظم شرعاً امیر المؤمنین ہوتا ہے تو تمام صدورِ پاکستان اور افواج کے سربراہان جنہوں نے وزراء اعظم کو بالجبر برطرف کیا، کا شرعی حکم بتائیں۔ نیز پرویز مشرف اور اس کی افواج کا شرعی حکم کیا ہوگا جنہوں نے امیر المؤمنین کو گرفتار کر کے جلا وطن کیا؟ اگر امیر المؤمنین ان میں سے کوئی اور ہے تو اثبات کے شرعی دلائل واضح کریں۔

د. افواجِ پاکستان کے سربراہان کا شرعی حکم واضح کریں جو امیر المؤمنین کو اپنی قوت و جبر سے ہمیشہ مجبور و مقہور بنائے رکھتے ہیں یا ان کی حکومتوں کے درپے رہتے ہیں جیسا کہ پاکستان کی تاریخ سے واضح و ظاہر ہے؟

ہ. ''اسلامی'' دستورِ پاکستان کے مطابق امیر المؤمنین کی پانچ سالہ مدت کے لیے شرعی دلائل بیان کریں (یہاں ہم نے دستور یعنی constitution کے بنیادی مباحث، اس کا مصدر و اساس، اس کی مغربی تاریخ، اس کا اصلاً مغربی و کفری ہونا بحث کا موضوع نہیں بنایا کیونکہ ایسے حضرات کے لیے ان مباحث کا سمجھنا تقریباً ناممکن ہے)۔

3. ''دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا''۔ ان حضرات کو اردو اتنی تو آتی ہو گی کہ وہ سمجھتے ہوں ''نہیں بنایا جائے گا'' کے الفاظ مستقبل کے لیے ایک وعدہ، یا کوئی آرزو یا امید ہو سکتے ہیں نہ کہ فی الواقع اور فی الحقیقت صورتِ حال کا بیان۔ تو کیا وعدہ کر دینا، فی الواقع موجود ہونے کی دلیل ہوتا ہے؟ کیا کسی کے یہ وعدہ کرنے پر کہ اس نے کہا ہے میں اسلام لے آؤں گا اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگے گا؟ کیا کسی شخص کے یہ کہہ دینے سے کہ میں نماز پڑھوں گا، وہ نمازی ہو جاتا ہے؟

4. اعلامیے پر دستخط کرنے والے حضرات یہ بھی بتائیں کہ دعویٰ اور عمل اگر متضاد سمت میں چل رہے ہوں تو کیا دعوے کو حقیقت تسلیم کر لیا جاتا ہے؟ اگر کوئی فرد یہ کہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں اور اس کے بعد کھیلنے کا لباس پہن کر، کھیل کے آلات لے کر گھر سے نکلے اور وضو بھی نہ کرے اور مسجد کی مخالف سمت میں سفر کرتا ہوا کھیل کے میدان کی طرف جائے تو اس کے دعوے کو درست مان لیا جائے گا؟ دعوے کے مطابق افعال و مساعی اور آثار و قرائن ہوں تو تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ دعوے میں صادق ہے نہ کہ افعال و مساعی بالکل الٹ ہوں اور اس پر مدتِ مدید بھی گزر جائے پھر بھی کہا جائے گا کہ یہ دعوے میں صادق و مخلص ہے۔ پاکستان کی اس دستوری شق کو مدتِ مدید گزر چکی اور اس کے بالکل متضاد کفری قوانین کے حق میں ریاست کی رِٹ کے نام سے جبر و استبداد بھی ظاہر و باہر ہے۔ سودی نظام کے چلانے پر اصرار ایک کھلی حقیقت ہے اور پھر بھی ان حضرات کا کہنا کہ یہ دعویٰ سچا ہے۔ اس اصول کے تحت تو دنیا کا ہر مجرم نیک اور پارسا کہلانے کا حق دار ہے۔

5. **''اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجود قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔''** یہ دونوں جملوں کا تضاد بتا رہا ہے کہ فی الحقیقت پاکستان کے قوانین دینِ اسلام کے مطابق نہیں ہیں۔ پہلے جملے میں وعدہ و دعویٰ ہے اور دوسرے میں فی الواقع صورتِ حال کا بیان ہے۔ ''ڈھالا جائے گا'' کے الفاظ کا مفہوم واضح ہے کہ موجودہ قوانین غیر شرعی ہیں اور ان کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ آخر ان حضرات کے فتوے کی تلوار اس پر کیوں نہیں چل پائی کہ جنہوں نے یہ قرآن و سنت کے منافی قوانین بنائے ہیں کہ جنہیں ڈھالنے کی ضرورت پیش آرہی ہے، ان قوانین اور ان حکمرانوں اور اسمبلیوں کا شرعی حکم و حیثیت کیا ہے ؟ جو حکمران ان قوانین کو مسلسل بالجبر نافذ کر رہے ہیں ان کا شرعی حکم کیا ہے ؟
6. سپریم کورٹ کے سودی نظام کے خلاف دائر کردہ کیس میں ججز نے کہا کہ آئین کی توضیح ہمارا کام ہے۔ ایک شق قرآن و سنت کے منافی قوانین نہ بنانے کا کہتی ہے۔ دوسری شق سودی نظام کو نافذ کرنے کا کہتی ہے۔ یہ دونوں شقیں قانونی اعتبار سے برابر ہیں۔ لہذا کس کو ترجیح دی جائے گی یا کس پر عمل کن حدود میں کیا جائے گا یہ سپریم کورٹ بتائے گی۔ یہ حضرات اس کے بارے میں بتائیں کہ اب ان کا فتویٰ کیا ہے ؟
7. اس پر مستزاد کہ سپریم کورٹ نے یہ کہہ کر سودی نظام کے خلاف درخواست خارج کر دی کہ سود لینے والوں کو قیامت کے دن اللہ پوچھ لے گا۔ ہم نے کوئی مدرسہ نہیں کھولا ہوا۔ سپریم کورٹ کے خلاف کوئی فتویٰ ؟

شق دوم: ہم متفقہ طور پر اسلام اور برداشت کے نام پر انتہا پسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف فکری و انتظامی جدوجہد دینی تقاضا ہے۔

تجزیہ:

یہ حضرات ذرا وضاحت دیں کہ انتہا پسندی اور شدت پسندی کی حدود شرعاً کہاں سے شروع ہو جاتی ہیں تاکہ عامۃ الناس کو ان کی شناخت میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ کیونکہ حکمران طبقہ تو سورۂ انفال، توبہ اور سورۂ محمد کے مضامین کو بھی انتہا پسندانہ و شدت پسندانہ قرار دیتا ہے۔ مدارسِ اسلامیہ کو انتہا پسندی کے اڈے سمجھتا ہے۔ مغرب من حیث المجموع امت مسلمہ کو ہی انتہا پسند قرار دیتا ہے۔ بھارت کشمیریوں کو انتہا پسند و شدت پسند قرار دیتا ہے جب کہ پاکستان ان کی حمایت کرتا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ انتہا پسندی اور شدت پسندی کی حدود قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کر دیں؟ نیز ان آیات کی بھی وضاحت کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ[1] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ[2] اور اہل کتاب و مشرکین کو بدترین مخلوق قرار دیتے ہوئے فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ[3] اسی طرح قرآن نے کہا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ[4]

کیا یہ حضرات ان آیات کا سادہ ترجمہ اپنے بیانیے کا حصہ بنانے کے لیے تیار ہیں؟

---

[1] ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔“ (سورۃ الفتح:۲۹)

[2] ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ ”اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو، اور اُن پر سختی کرو۔“ (سورۃ التوبۃ: ۷۳)

[3] ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ ”یقین جانو کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جنھوں نے کفر اپنالیا ہے، وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ ساری مخلوق میں سب سے بُرے ہیں۔“ (سورۃ البیّنۃ:۶)

[4] ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ ”اے ایمان والو! مشرک لوگ تو سراپا ناپاکی ہیں۔“ (سورۃ التوبۃ:۲۸)

شق سوم: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی و ملی جرم ہے اس لیے ہم ریاستی اداروں کی جانب سے ایسی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی درخواست کرتے ہیں۔

تجزیہ

1. فرقہ وارانہ منافرت اور مسلح فرقہ وارانہ تصادم

یہ شق بھی تلبیس و تدلیس کا مجموعہ ہے۔ اس اعلامیے کی شکل میں ایسا گورکھ دھندا تیار کیا گیا ہے کہ جس میں مدعا غائب ہے۔ پاکستان میں ہر دینی اساسی عقیدے کا بیان فرقہ واریت قرار دیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ عقیدۂ ختم نبوت کے بیان کے باعث بھی مقدمات بھگت چکے ہیں۔ فرقہ واریت کی ابوجہلی تعریف تو یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتا تھا مکہ میں سب فرقہ واریت محمد کی پھیلائی ہوئی ہے کہ بھائی بھائی اور اولاد باپ سے نبرد آزما ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ دلائل سے واضح کریں شرعاً فرقہ واریت کیا ہوتی ہے؟

ان حضرات کی مراد اگر فرقہ وارانہ منافرت سے فروعات اور ذیلی فقہی مسائل پر ایک دوسرے کی تفسیق و تضلیل ہے تو ان کی بات درست ہے اور ایسا کرنا بداہتاً غلط ہے۔ لیکن اگر مراد اصولِ دین اور ضروریاتِ دین کے انکار پر خاموشی اور احکامات شرعیہ کے استہزاء اور منکرات کے پھیلاؤ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے پہلو تہی اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و ازواج مطہرات رحمۃ اللہ علیہن کی توہین پر گونگا شیطان بننا ہے (اور سیاق یہی بتارہا ہے کہ ان کی مراد یہی ہے) تو وہ قرآن کی آیت کی روشنی میں لعنت کے حق دار ہیں۔ قرآن نے اس کردار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنۢ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ○ ﴾

”بنی اسرائیل کے جو لوگ کافر ہوئے ان پر داوٗد اور عیسیٰ ابنِ مریم کی زبان سے لعنت بھیجی گئی تھی۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی، اور وہ حد سے گزر جایا کرتے تھے۔“ (سورۃ المائدۃ:۷۸)

2. ”طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے۔“

أ. ”طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش“ کا مخاطب جیسا کہ فتوے کا سیاق ہے مجاہدین کو بنایا گیا ہے۔ حیرت و افسوس ہے کہ یہاں یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ طاقت کس کے پاس ہے؟ آٹھ لاکھ فوج، کارپٹ بمباری کرنے والی، طیاروں سے لیس فضائیہ اور ایٹمی آبدوزوں والی بحریہ کے پاس یا فقر و فاقہ سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے لڑنے والے مجاہدین کے پاس۔ نظریات کو جبر و تشدد کے ذریعے، میڈیا وار کے ذریعے مسلط حکومت و افواج کر رہی ہیں کہ مجاہدین کہ جن کو تمکین حاصل ہی نہیں۔

ب. ان حضرات کے نزدیک اگر ”طاقت کے بل پر“ مراد حکومت کے ذریعے نفاذِ شریعت ہے تو بھی اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کہ جو مقصود و مطلوب ہے وہی ان کے نزدیک فساد فی الارض ہے۔ اگر مراد قتال کے ذریعے غلبۂ اسلام کی کوشش ہے تو یہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ثابت و اظہر من الشمس اسوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا کہ قتال کریں:

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ﴾

”اور (مسلمانو!) ان کافروں سے لڑتے رہو، یہاں تک کہ فتنہ[5] باقی نہ رہے، اور دِین پورے کا پورا اللہ کا ہو جائے۔“ (سورۃ الانفال:۳۹)

---

[5] علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ’فتنے‘ سے مراد ہے کفر۔

اور اگر مراد یہ ہے کہ ”طاقت کے بل پر اپنے باطل اور اسلام دشمن نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے“ تو اس جملے میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ لیکن یہ کام حکومتیں کر رہی ہیں، نہ کہ مجاہدین۔

ج. یہ حضرات سیدنا حسین و عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے خروج پر فتویٰ ارشاد فرمائیں کیا انہوں نے خلافتوں کے خلاف مسلح جنگ کر کے فساد فی الارض کا ارتکاب کیا؟ اگر نہیں تو آپ کا اصول کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر آپ سودی نظام کو بالجبر قائم رکھنے والی اور حدود اللہ کو نافذ نہ کرنے والی حکومتوں کے خلاف مسلح جدوجہد کو فساد فی الارض کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فسادِ کبیر کافروں سے موالات کو قرار دیتے ہیں اور آپ حضرات جہاد کو۔ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾

”اور جن لوگوں نے کفر اپنا رکھا ہے وہ آپس مین ایک دوسرے کے ولی وارث ہیں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو گا۔“ (سورۃ الانفال: ۷۳)

3. ”اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی و ملی جرم ہے۔“

یہ حضرات قرآن و حدیث و فقہ اسلامی سے جرائم کی اقسام میں سے ”قومی جرم“ کی اصطلاح کا وجود و ثبوت فراہم کریں۔ نیشنل ازم کے پیروکار دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں اور ایسے ہی فتاویٰ اپنے ملک کے حکمرانوں کے لیے جاری کرتے رہتے ہیں۔ سعودی حکمرانوں کے لیے سرکاری علما ایسے فتاویٰ جاری کرتے ہیں کہ ان کی اطاعت تو رسول ﷺ کی اطاعت کی طرح فرضِ عین ہے اور سعودی عرب کی ریاستی حدود سے باہر سعودی حکمرانوں کے کہنے پر جہاد جاری رکھیں۔ پاکستانی فوج کے کہنے پر کشمیر بارڈر کراس کر کے ہندوستان میں جہاد فرض ہوتا ہے اور بارڈر کے اس طرف حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں بھی جہاد حرمت و حلت کے مراحل میں آتا جاتا رہتا ہے کیونکہ افواج کی اسٹریٹیجی (strategy) کے مطابق سرکاری علما کی شریعت بھی آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے۔ شریعت کی

پاکستانی تشریح، ہندوستانی تشریح (جی ہاں ہندوستانی سرکاری علما کے نزدیک پاکستانی افواج فساد فی الارض کی مرتکب ہیں جب کہ پاکستانی سرکاری علما کے نزدیک وہ "اسلامی لشکر" ہے)، سعودی تشریح الغرض جتنے ملک اتنی لوکل تشریحات۔ ایسے حضرات کے ہاں نیشنل ازم کی شریعت کے مطابق محمدی شریعت کی تعبیر و تشریح ہوتی ہے۔

4. "اس لیے ہم ریاستی اداروں کی جانب سے ایسی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی درخواست کرتے ہیں"

یہ جملہ بتارہاہے کہ اس فتویٰ کا متن بھی سرکار کی جانب سے موصول ہوا ہے، ورنہ فتویٰ میں اداروں سے درخواست کا کیا مطلب ہے؟

یہ حضرات اگر سرکار کو درخواست دے رہے تھے تو عنوان فتویٰ کی بجائے "درخواست برائے انسدادِ دہشت گردی" ان کے حسبِ حال تھا۔

شق چہارم: پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان تمام تر کا فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔

تجزیہ

''نفاذ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال'' کے الفاظ سے ہی پتا چل رہا ہے کہ پاکستان میں شریعت نافذ نہیں۔ ورنہ یہ حضرات فرماتے کہ ''ایسے ملک میں جہاں شریعت نافذ ہے یہ مطالبہ کرنا کہ شریعت نافذ کی جائے، فتنہ ہے جو ناجائز اور حرام ہے''لیکن چور ذہنیت بہر حال لفظوں کی چال بازی سے کام چلانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پورے فتوے میں یہی ذہنیت کار فرما ہے جو منافقانہ طرزِ عمل کی غماز ہے۔

بہر حال اسی تناظر میں ان حضرات کی طرف سے کچھ فتویٰ اس پر ارشاد ہو:

1. پاکستان میں خلافِ شریعت قانون نافذ کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے والے حکمرانوں اور ان کی سکیورٹی فورسز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر ان کے نزدیک پاکستان میں بالفعل شریعت نافذ ہے اور اس لیے 'شریعت نافذ کرو' کا مطالبہ غلط ہے، تو وہ واضح کریں کہ حدود اللہ کے نفاذ کے بغیر، سودی نظامِ معیشت قائم رکھتے ہوئے بھی ملک دار الاسلام (ان کے بقول اسلامی ریاست) ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت پاکستان کی کیا تخصیص ہے؟ دنیا کا ہر کونا دار الاسلام ہے، تو اسلامی ریاست کی اصطلاح کا پھر کیا مطلب رہ جاتا ہے؟ اور اگر ان کے نزدیک ''اسلامی ریاست'' قرار دینے کی صرف ایک شرط ہے کہ حکمران کا نام مسلمانوں والا ہو تو اس کے دلائل قرآن و سنت سے بیان کریں؟ اور امریکہ، برطانیہ کیوں اسلامی ملک نہیں کہ ان کے قانون کے مطابق بھی مسلمان حکمران بن سکتا۔ نیز ہندوستان کا صدر جب

عبد الکلام تھا تو اس وقت ہندوستان کی شرعی حیثیت کیا تھی؟ اس وقت امریکہ کی شرعی حیثیت کیا ہے کیا وہ کفری و حربی ریاست ہے؟

2. امریکی اتحاد کا حصہ بن کے پاکستان میں امریکی افواج کو اڈے دینا، انٹیلی جنس امداد مہیا کرنا، امریکہ و نیٹو کو سپلائی کے راستے اور حفاظت مہیا کرنا، مسلمانوں کو گرفتار کر کے ڈالروں کے عوض فروخت کرنا اور پاکستان کے اندر آپریشن پر کروڑوں ڈالر امریکہ سے وصول کرنا، پاکستان سے افغانستان پر حملوں کے ذریعے 10 لاکھ افغانی شہید کروانا۔ ان افعال کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ان کی مرتکب حکومتوں اور سکیورٹی فورسز کا شرعی حکم کیا ہے؟

شق پنجم: "۔۔۔خود کش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں"، "۔۔۔اسلام کی رو سے باغی ہیں"

تجزیہ

اس موضوع پر علمائے حق اتنا کچھ تفصیلاً لکھ چکے ہیں کہ اب اس کو حرام قرار دینے کے لیے فتویٰ جاری کرنا صرف لکیر پیٹنا ہے۔ "خود کش حملے" کا نام اور عنوان ان حضرات نے اختیار کیا ہے ورنہ یہ "استشہادی حملے" اور "فدائی حملے" ہیں۔ ہم ذیل میں ان کے جواز پر مختصراً استدلال کرتے ہیں۔

1. یہ طے شدہ اصول ہے کہ امور کے جواز و عدم جواز کا تعلق مقاصد سے ہے (الأمور بمقاصدها)۔ ہجرت کا عمل اگر دوسرے مقصود سے ہو تو وہ ہجرت نہیں لیکن اگر اللہ کے لیے ہو تو ہجرت ہے۔خود کشی کا ناجائز ہونا واضح طور پر دیگر اسباب کے باعث ہے جب کہ جہاد میں جان قربان کرنا تو اصل کام ہوتا ہے۔ خود کشی کا شرعی سیاق، اس کی شرعی علت اور اس کا شرعی محمل بالکل دوسرا ہے جہاد اس کا سیاق، اس کی علت اور اس کا شرعی محمل نہ کبھی کسی نے قرار دیا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جہاد تو ہے ہی مرنے مارنے کا نام۔

خود کو قتل ہونے کے لیے پیش کر دینا اور ارادتاً صرف مقتول ہی بننا قرآن سے ثابت ہے جو واضح کرتا ہے کہ نیت و مقاصد کی تبدیلی سے حکم یکسر تبدیل ہو جاتا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ﴾

"اپنے آپ کو قتل کرو یہ ہی تمہارے لیے تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے۔" (سورۃ البقرۃ: ۵۴)

بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی کے بعد جب توبہ کے لیے یہ حکم دیا گیا تو ایک صف کے لوگوں کو دوسروں کو قتل کرنا تھا اور ان کا کام صرف قتل ہونا تھا۔ اللہ نے اس کو خیر قرار دیا۔ لہٰذا خود کش کا لفظ صرف ان

حضرات کی بد باطنی کا اظہار ہے ورنہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے محض مقتول بننے کے عمل کو قرآن کی تائید بھی حاصل ہے اور حدیث کی بھی۔

2. قتال کا مقصود اصلاً رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے جس کا اول ذریعہ حصولِ شہادت ہے اس لیے شہادت مقصودِ قتال ہے اور تبعاً یا پھر غلبہ، قتلِ کفار اور حصولِ غنائم ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ“[6]

”میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔“

اگر مقصود فتح ہوتا تو رسول ﷺ غیر مقصود کے حصول کی بار بار طلب نہ کرتے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق فدائیین یقینی شہادت کی طرف بڑھتے ہیں اور یقیناً قتلِ کفار و مرتدین ان کے اس عمل کا لازمی نتیجہ ہوتا۔

3. قرآن کی سورۃ التوبہ کی درج ذیل آیت کی دو قرأتیں متواتر ہیں

﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ... ﴾

”واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت اُنہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قتل کرتے بھی ہیں، اور قتل ہوتے بھی ہیں۔۔۔“ (سورۃ التوبۃ:۱۱۱)

پہلی کے مطابق فَيَقْتُلُون ويُقْتَلُون، (وہ قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں) اور دوسری میں فيُقْتَلون وَيَقْتُلُون (وہ قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں) ہے۔[7]

6صحیح بخاری

[7] حجة القرأت۔لابی زرعه ابن زنجله،ص 325

دوسری متواتر قرأت میں پہلے قتل ہوتے اور پھر قتل کرتے ہیں، ہے۔ قتل ہو کر قتل کرنا صرف اسی صورت میں عملی شکل اختیار کر سکتا ہے جب استشہادی حملہ کیا جاتا ہے۔ قرآنی اعجاز ہے کہ اس کی ایک متواتر قرأت کا مدلول صرف استشہادی حملے ہی بنتے ہیں ورنہ اس کی کوئی بھی تاویل و توجیہ نہیں بنتی۔ جو تاویل کی گئی ہے وہ صرف یہی ہے کہ پہلی قرأت میں دشمن کو مارنے کی تحریض ہے اور دوسری میں شہید ہونے کی تحریض۔ لیکن یہ سوال تو باقی رہ جاتا کہ مقتول ہو جانے کے بعد قتلِ کفار کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا قرآن کی اس آیت کا مدلول و محمل استشہادی حملہ ہے۔

4. یہ حضرات بتائیں کہ اسلام کی رو سے اپوزیشن کی شرعی حیثیت کیا ہے جو ہر وقت "امیر المؤمنین" کے درپے رہتی ہے۔ اور موجودہ سیاسی صورت حال میں عمران خان اور اس کی جماعت کیوں شرعاً باغی نہیں ہیں حالانکہ "امیر المؤمنین" کو اصل میں ان سے حکومت کے خاتمے کا خطرہ ہے نہ کہ جہادی جماعتوں سے؟ اگر وہ شرعاً باغی ہیں تو کیا ان کی جماعت کو ختم کر دینا اور سب کو قتل کر دینا شرعاً درست ہے؟ نیز باغیوں کی اس جماعت کو ایک صوبے میں تسلط بھی حاصل ہے وہاں ان کی حکومت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

شق ششم: دینی شعائر اور نعروں کو نجی عسکری مقاصد اور مسلح طاقت کے حصول کے لیے استعمال کرنا قرآن و سنت کی رو سے درست نہیں۔

تجزیہ

عجیب پر فریب قسم کی جملے بازی ہے جس کا مفہوم متعین کرنا ہی مشکل ہے۔ یہ حضرات وضاحت کریں کہ

1. دینی نعرے کون سے ہوتے ہیں؟
2. اور کس اصول سے کوئی نعرہ دینی کہلاتا ہے؟
3. نواز شریف زندہ باد کا نعرہ دینی ہے یا لادینی؟
4. نیز نجی عسکری مقاصد سے کیا مراد ہے؟
5. اور ان مقاصد کا مطلقاً حرام ہو جانا کیسے قرآن و سنت کا مدلول ہے؟

شق ہفتم: ”جنگ اور قتال کو شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کو ہے“

تجزیہ

1. اگر اسلامی حکومت کو ہی اختیار ہے اور اسی کا فریضہ ہے تو یہ حضرات ان حکومتوں کے خلاف فتویٰ دیں جو اس فریضے سے مسلسل غفلت بلکہ اس کے متضاد تمام اہلِ کفر سے موالات پر تلی ہوئیں ہیں۔ حیرت ہے کہ حکمران اپنے بنیادی فریضہ ادا نہیں کر رہے اور فتویٰ ان کے خلاف ہے جو اس کے احیاء کے لیے تن من دھن لٹا رہے۔

2. یہ حضرات ایک نصِ قرآنی پیش کریں جس کا سیاق، مدلولِ اول اور عبارت یہ بیان کرتی ہو کہ قتال کی مخاطب صرف اسلامی حکومت ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات قتال کے موضوع پر ہیں، ایک آیت بھی اس پر نص نہیں کہ قتال اسلامی حکومت کے بغیر جائز نہیں۔ ذیل میں دو آیات پیش کی جاتی ہیں جس کو ادنیٰ بھی خدا کا خوف ہو گا وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ ان آیات کا مخاطب حکومت ہے نہ کہ اہلِ ایمان۔

أ. ﴿ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ وَعَسَىٰٓ أَنۡ تَكۡرَهُوا شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَعَسَىٰٓ أَنۡ تُحِبُّوا شَيۡـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَأَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴾

”تم پر (دشمنوں سے) جنگ کرنا فرض کیا گیا ہے، اور وہ تم پر گراں ہے۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو بُرا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اور (اصل حقیقت تو) اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔“ (سورۃ البقرۃ:۲۱۶)

ب. ﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾

"واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے مؤمنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال اس بات کے بدلے خرید لیے ہیں کہ جنت اُنہی کی ہے۔ وہ اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں قتل کرتے بھی ہیں، اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے تورات اور انجیل میں بھی لی ہے، اور قرآن میں بھی۔ اور کون ہے جو اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ لہٰذا اپنے اُس سودے پر خوشی مناؤ جو تم نے اللہ سے کر لیا ہے۔ اور یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔" (سورۃ التوبۃ:۱۱۱)

3. قرآن مجید میں اسلامی حکومتوں کے حکمرانوں کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

﴿ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ... ﴾

"یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور لوگوں کو نیکی کی تاکید کریں، اور برائی سے روکیں۔۔۔" (سورۃ الحج:۴۱)

اس آیت میں اقامتِ صلاۃ اور ایتائے زکاۃ حکمرانوں کا فریضہ قرار دیا گیا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اقامتِ صلاۃ جس کو براہِ راست حکمرانوں کا فریضہ تصریحاً قرار دیا گیا اس کے بارے یہ حضرات نہیں کہتے کہ مساجد، اذان و نماز اور ائمہ کی تقرری حکمرانوں کا کام ہے لہٰذا کوئی مسلمان خود نہیں کرے گا۔ بلکہ پاکستان میں سوائے اوقاف کی مساجد کے سب مساجد ذاتی سطح پر بنائی جاتی ہیں۔ پورا نظامِ صلاۃ لوگوں نے قائم کیا ہوا ہے۔ آخر کونسا اصول ہے جس کے تحت یہ جائز بلکہ واجب ہے حالانکہ تصریحاً اس کے مخاطب حکمران ہیں اور جہاں مخاطب حکمران نہیں ہیں وہ صرف ان کی مرضی سے ہو سکتا ہے؟ اسی طرح لوگ انفرادی زکاۃ دیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں

انفرادی طور پر زکاۃ دینے کی کوئی نظیر نہیں موجود۔ اور زکاۃ جمع کرنے کے مخاطب بھی رسول اللہ ﷺ بحیثیتِ حکمران ہیں، چانچہ ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم﴾

"(اے پیغمبر) ان لوگوں کے اعمال میں سے صدقہ وصول کرلو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے"(سورۃ التوبۃ:۱۰۳)

لیکن یہاں حقیقتِ حال تو یہ ہے کہ یہ حضرات خود انفرادی زکاتیں وصول کرتے ہیں اور شکم پروری کرتے ہیں۔

4. رسول اللہ ﷺ کے عہد میں رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر قتال کی نظیر ابو جندل رضی اللہ عنہ اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا قتال ہے۔ انہوں نے بڑا عرصہ کفار کے خلاف ایک جتھہ تشکیل دے کے قتال کیا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر مکہ کے مسلمانوں کو ان کے ساتھ مل جانے کا مشورہ دیا اور اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے نہ تو اجازت طلب کی اور نہ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے نکیر فرمائی۔

پھر حدیث:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ أَوْ دُونَ دَمِهِ أَوْ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ"[8]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنا مال (بچاتے ہوئے) مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرنے میں مارا جائے وہ شہید ہے، یا اپنے آپ کو بچانے میں یا اپنے دین کو بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔"

[8] سننِ ابی داؤد

واضح طور پر چار مقاصد کے لیے قتال کا جواز دیتی ہے جس کا حکومت کی اجازت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ حدیث حکومت کے خلاف اپنے مال کی حفاظت میں قتال کو جائز قرار دیتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل منقول ہے:

أَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ إِلَى عَامِلٍ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْوَهْطَ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَلَبِسَ سِلَاحَهُ هُوَ وَمَوَالِيهِ وغِلْمَتُهُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا , فَهُوَ شَهِيدٌ» فَكَتَبَ الْأَمِيرُ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ قَدْ تَيَسَّرَ لِلْقِتَالِ , وَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ: أَنْ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَالِهِ

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عامل کے پاس مراسلہ بھیجا کہ الوھط نامی (طائف میں واقع) زمین لے لے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا اسلحہ پہنا اور ان کے موالی اور لڑکوں نے بھی۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا (جو اپنے مال کے لیے مظلوماً مارا گیا وہ شہید ہے) تو امیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ قتال کے لیے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو اپنے مال کے لیے مارا گیا وہ شہید ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کے مال اور ان کے درمیان راستہ چھوڑ دو۔"

5. یہ حضرات قرآن کی دو آیتوں میں جوہری فرق بتائیں کہ ایک کا مطلب یہ بن جائے کہ حکومت کی مرضی سے یہ کام ہو گا اور دوسری کا مطلب یہ ہو کہ سب انفرادی طور پر کریں گے۔ قرآن میں ہے کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتالُ[9] اور قرآن میں ہے کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیامُ[10]۔

6. فقہاء کے ہاں اگر اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ حکمران قتال کریں تو وہ اس کا ذکر ان کے فریضے کے طور پر کرتے ہیں نہ کہ استحقاق کے طور پر کہ چاہے تو قتال کریں اور چاہے تو نہ کریں، کسی مسلمان کا کوئی حق و

[9] تم پر قتال فرض کیا گیا۔ (سورۃ البقرۃ:۲۱۶)

[10] تم پر روزے فرض کیے گئے۔ (سورۃ البقرۃ:۱۸۳)

فرض نہیں۔ یہ آج کے اسکالرز کو سوجھی ہے کہ فرض کو حق بنا دیا۔ نیز فقہاء نے اس کا تذکرہ انتظاماً کیا ہے نہ کہ اس کو شرعاً شرط قرار دیا ہے۔ فقہاء کا قتال کے فریضے کو حکمرانوں کے ذمہ ڈالنا ان کو دینی طور پر مستعد رکھنے کے لیے تھا، نہ کہ جہاد کو معطل کرنے کے لیے۔ یہ آج کے سرکار نواز علما کو صلیبی فہم سے سمجھ آیا ہے کہ قتال نہ کرنے پر بھی فتویٰ ان کے خلاف نہیں دیا جائے گا بلکہ قتال کا فریضہ سرانجام دینے والوں کے خلاف ہو گا۔

شق ہشتم: "اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام شہری، دستوری و آئینی میثاق کے پابند ہیں جس کی رو سے ان پر لازم ہے کہ وہ بہر صورت حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح کے طور پر کریں۔"

تجزیہ:

1. دین قومیت و وطن پرستی پر ایمان لانے والے حضرات کے کج فہم کے لیے اقبال رحمہ اللہ کا ایک شعر پیشِ خدمت ہے۔ اقبال نے وطن پرستی کے بارے کہا تھا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

2. کوئی میثاق و معاہدہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے مقابل نہیں آسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ , فَمَنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ لَهُ وَلَا طَاعَةَ "[11]

"سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے چاہے اسے پسند ہو کہ ناپسند جب تک کہ اسے گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پس جسے گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت کرنا"۔

[11] (مصنف ابن ابی شیبہ)

اسی طرح حکمران کے کفرِ بواح کی صورت میں ان سے منازعت اور لڑائی واجب ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: دَعَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَا , وَأَخَذَ عَلَيْنَا السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا , وَأَثَرَةً عَلَيْنَا , وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، قَالَ: إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا , عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ [12]

"عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں طلب فرمایا پھر ہم نے ان سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے ہم سے سمع و طاعت پر بیعت لی چاہے ہم نشاط میں ہوں یا مجبوری میں، ہماری حالت تنگ دستی کی ہو یا فراخی کی۔ یا چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور اس بات کی کہ ہم اہل امر کی مخالفت نہیں کریں گے، فرمایا: سوائے اس کے کہ تم ان میں کفر بواح دیکھو اور تمہارے پاس اس کے بارے کھلی دلیل موجود ہو۔"

اور سودی نظام کو بالجبر مسلط کرنے، اس کے خلاف ہر کوشش کو سبوتاژ کرنے سے بڑھ کر کون سا کفر بواح ہو گا۔

3. **"حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح"** ہر گز پہلی ترجیح یہ نہیں ہیں۔ قرآن نے ترجیح کے بارے میں تصریحاً، نصاً بتا دیا کہ پہلی ترجیح ہر صورت اللہ اور اس کا رسول اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾

"(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ: اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے

---

[12] (سنن الکبریٰ للبیهقی)

میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں، تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔" (سورۃ التوبۃ: ۲۴)

اس آیت میں نسل و قومیت (آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ)، مال و تجارت (وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا) اور وطنیت (وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا) سب کے مقابل پہلی ترجیح اللہ، اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔

شق نہم: ”ضربِ عضب اور رد الفساد کے نام سے شروع آپریشن کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔“

تجزیہ:

اس شق پر کسی قسم کے تجزیہ و تبصرے کی ضرورت نہیں کیونکہ اہلِ حق بھی اور اہلِ باطل بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ آپریشن امریکی فرنٹ لائن اتحادیوں اور بھارت نواز حکومتوں، فوجوں، پولیس و دیگر 'قانون' نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ کی ناموس و شریعت، امہات المؤمنین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا دفاع کرنے والوں کے خلاف شروع کیا گیا ہے جس میں ہوائی امداد براہِ راست امریکہ خود یہ کلمات لکھے جانے تک فراہم کر رہا ہے۔

اہلِ حق کا بیانیہ!

از مولوی حافظ حق نواز

علماء و مجاہدینِ اہلِ حق کو کسی بیانیے کی ضرورت نہیں کہ ان کا بیانیہ کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔ درج بالا سطور قومی بیانیہ جاری کرنے والوں کی تلبیس کو واضح کرنے کے لیے لکھی گئیں، ورنہ جہاد کو اس طرح کے سیکڑوں بیانیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ قرآن کی اس آیت سے اس مضمون کا اختتام کیا جاتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

”اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو گا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔“(سورۃ المائدۃ: ۵۴)

وما علينا إلّا البلاغ المبين

و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمين

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد

۱

فتویٰ

یہ تحریر اس دہشت گردی اور خود کش حملوں سے متعلق ہے جن سے پاکستان اور اہل پاکستان سخت بے چین اور لہو لہان ہو رہے ہیں اور جن سے ہمارے دشمن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہم متفقہ طور پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور مفتیان حضرات یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ:

۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آئینی و دستوری لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے، جس کے دستور کا آغاز اس قومی و ملی میثاق قراردادِ مقاصد سے ہوتا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے، وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

۲۔ ہم متفقہ طور پر اسلام اور برداشت کے نام پر انتہاپسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کرتے ہیں یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو، ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف فکری و انتظامی جدوجہد دینی تقاضا ہے۔

۳۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی روح سے ایک قومی و ملی جرم ہے اس لیے ہم ریاستی اداروں کی جانب سے ایسی سرگرمیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی درخواست کرتے ہیں۔

۴۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔

۵۔ ہم پاکستان کے تمام مسلکوں اور مکاتب فکر کے نمائندہ علماء شرعی دلائل کی روشنی میں اتفاق رائے سے خود کش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور ہماری رائے میں خود کش حملے کرنے والے، کروانے والے اور ان حملوں کی ترغیب دینے والے اور ان کے معاون پاکستانی اسلام کی رو سے باغی ہیں اور ریاست پاکستان شرعی طور پر اس قانونی کاروائی کی مجاز ہے جو باغیوں کے خلاف کی جاتی ہے۔

۶۔ دینی شعائر اور نعروں کو نجی عسکری مقاصد اور مسلح طاقت کے حصول کے لیے استعمال کرنا قرآن و سنت کی رو سے درست نہیں۔

۷۔ جہاد کا وہ پہلو جس میں جنگ اور قتال شامل ہیں کو شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کا ہے اور کسی شخص یا گروہ کو اس کا اختیار حاصل نہیں۔ ریاست سے بالاتر کسی گروہ کی ایسی کاروائی فساد اور بغاوت ہے جو اسلامی تعلیمات کی رو سے سنگین اور واجب تعزیر جرم ہے۔

۲

۸. اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام شہری، دستوری و آئینی میثاق کے پابند ہیں، جس کی رو سے ان پر لازم قرار پاتا ہے کہ وہ بہر صورت حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح کے طور پر کریں اور اس پر کسی صورت آنچ نہ آنے دیں، ملک و قوم کے اجتماعی مفادات کو کسی بھی عنوان سے نظر انداز کرنے کی حکمت عملی اسلامی تعلیمات کی رو سے عہد شکنی اور غدر قرار پاتی ہے، جو دینی نقطہ نظر سے سنگین جرم اور لائق تعزیر ہے۔

۹. ریاست پاکستان میں امن و سکون قائم کرنے اور دشمنان پاکستان کے خلاف جو جدوجہد ضرب عضب اور رد الفساد کے نام سے شروع کی گئی ہے ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔

اہلِ حق کا بیانیہ!

علماء ومجاہدینِ اہلِ حق کو کسی بیانیے کی ضرورت نہیں کہ ان کا بیانیہ کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تالیفِ ہٰذا کا مقصود قومی بیانیہ جاری کرنے والوں کی تلبیس کو واضح کرنا ہے، ورنہ جہاد کو اس طرح کے سیکڑوں بیانیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

’’اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔‘‘

(سورۃ المائدۃ: ۵۴)